اردو اور ترکی زبان میں لسانی اشتراک

عمران علی

Abstract:

This article after thorough research about the natural relationship between Turkish and Urdu language with quite a keen interest and out of the love for both the dialects spoken in Turkey and the Indo-Pak Sub-continent. He not only referenced the historic facts and figures pertaining to the said languages but also proved his scholastic approach in this regard. The presented a beautiful and very interesting interplay of the common words profusely used in both of the languages. The important opinions of the reputed scholars and expert Linguistics which he quoted in the article in hand are very important and quite appreciable.

زبان انسانی ذہن میں ابھرنے والے خیالات کے اظہار کا عملی ذریعہ ہے۔ اس عمل کو لکھ کر اور بول کر ادا کیا جاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک کارآمد نہیں ہوسکتا جب تک لکھنے یا بولنے کی علامات اور الفاظ کسی مقصد کو وضع نہ کریں ۔ یعنی زبان وہ بامعنی آواز یا علامت ہے جن کی وجہ سے انسان تقریر یا تحریر کی صورت میں خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ ماہرین لسانیات کی زبان کی مختلف تعریفیں کیں ہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد 'زبان' کی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "وہ اظہار کا وسیلہ ہے کہ متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جنہیں تقریر یا سلسلہ الفاظ یا بیان کہ متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جنہیں تقریر یا سلسلہ الفاظ یا بیان یا عبارت کہتے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک شاعرانہ لطیفے میں ادا کرتا ہوں کہ زبان (خواہ بیان) ہوائی سواریاں ہیں جن میں ہمارے خیالات سوار ہو کر دل سے نکلتے ہیں اور کانوں کے رستے اوروں کے دماغ میں پہنچتے ہیں۔ اس سے رنگین تر مضمون یہ ہے کہ جس طرح تصویر اور تحریر قلم کی دستکاری ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے، اسی طرح تقریر ہمارے خیالات کی زبانی تصویر ہے جو آواز کے قلم نے ہوا پر کھینچی ہے۔ وہ صورت ماجرا، کام، مقام اور ساری حالت کانوں سے دکھاتی ہے۔"(1)

ہر زبان اپنے اندر کئی زبانوں کے الفاظ سموئے رکھتی ہے۔ زبانیں ایک دوسرے سے الفاظ ادھار لیتی اور دیتی رہتی ہیں اور یہ عمل زندہ زبانوں میں جاری و ساری رہتا ہے۔ اسی طرح اردو اور ترکی زبان میں بھی ایسے الفاظ ہیں جو ایک ہی آواز دیتے ہیں اور ان کے معنی بھی ایک جیسے ہیں۔ ترکی اور اردو زبانوں کے درمیان لسانی اشتراک کی اہم وجہ ترک اور مغول حکمرانوں کا برصغیر میں حکومت کرنا ہے۔ اسی وجہ سے اردو میں ترکی الفاظ شامل ہوئے۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ان حکمرانوں کی عرصہ دراز تک حکمرانی کے باوجود ترکی الفاظ کی تعداد عربی اور فارسی الفاظ سے کم ہے۔ زبانوں کے کچھ اصول اور قواعد ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے انھیں درست طریقے سے سیکھا اور استعمال میں لایا جاتا ہے۔ زبان کی خوبصورتی اور اس کی درست ادائیگی کے لیے ماہرین لسانیات نے کچھ قوانین وضع کیے ہیں۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں:

"ہر زبان چار عناصر کا مجموعہ ہوتی ہے۔

۱۔ مفرد و مرکب کلمے، اسما، صفات ، ضمائر
۲۔ افعال و مصادر اور حروفِ ربط (کلمات ربط و اضافت و جار و طبعی وغیرہ)
۳۔ افعال و حروف کی تصریف (علم صرف) اور جملے و کلام کی ترکیب (علم نحو)
۴۔ رسم الخط یا تحریر: حروفِ تہجی اور لفظوں کی بناوٹ۔"(2)

اردو کا لفظ ترکی زبان کے لفظ ordu سے ماخوذ ہے، جس کے ترکی میں معنی لشکر کے ہیں۔ اردو زبان کو مختلف ادوار میں متفرق ناموں سے پکارا جاتا رہا ہے۔ ان میں ہندی،ہندوی، ریختہ، کھڑی بولی، اردوئے معلی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ مسلمان جب برصغیر میں وارد ہوئے تو انھوں نے یہاں کی ہر بولی کو ہندوی یا ہندی کہا اور یہ لفظ کافی دیر تک مستعمل رہا۔ اردو زبان کو ریختہ کے نام سے بھی جانا گیا۔ اس وقت کے شعرا کرام نے اس لفظ کو اپنی شاعری میں بھی استعمال کیا۔ میر تقی میر کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

خوگر نہیں ہم یوں ہی کچھ ریختہ کہنے سے
معشوق جو اپنا تھا، باشندہ دکن کا تھا (3)

مرزا غالب کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر تھا (4)

وقت گزرنے کے اردو باقاعدہ طور پر استعمال ہونے لگا ۔ اسی حوالے سے داغ دہلوی کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستان میں دھوم ہماری زباں کی ہے (5)

ڈاکٹر ایوب صابر اپنی کتاب ’اردو زبان کا آغاز‘ میں لفظ اردو کے استعمال کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"ڈاکٹر گراہم بیلی نے لکھا ہے کہ مصحفی ۱۷۷۶ء میں مسلم شاعرھ تھا۔ تاہم ہمیں معلوم نہیں کہ یہ شعر کب کہا گیا

خدا رکھے زباں ہم نے سنی ہے میر و مرزا کی
کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی اردو ہماری ہے

اس کے بعد اردو زبان کے لیے لفظ اردو عام ہو گیا۔" (۶)

اردو زبان کے وجود کے حوالے سے کئی نظریات ہیں۔ ان میں ایک غیر مقبول نظریہ میر امن کا بھی ہے، جس میں انھوں نے اردو کو مخلوط (لشکری) زبان کہا ہے۔ وہ ’باغ و بہار‘ کے مقدمے میں رقم طراز ہیں:

"حقیقت اردو کی زبان بزرگوں کے منہ سے یوں سنی ہے کہ دلی شہر ہندوؤں کے نزدیک چوجگی ہے۔ انھیں کے راجہ پرجا قدیم سے وہاں رہتے تھے اور اپنی بھاکھا بولتے تھے۔ ہزار برس سے مسلمانوں کا عمل ہوا۔ سلطان محمود غزنوی آیا۔ پھر غوری اور لودھی بادشاہ ہوئے۔ اس آمدروفت کے باعث کچھ زبانوں نے ہندو مسلمان کی آمیزش پائی۔ آخر امیر تیمور نے ہندوستان کو لیا۔ ان کے آنے اور رہنے سے لشکر کا بازار شہر میں داخل ہوا۔ اس واسطے شہر کا بازار اردو کہلایا۔ جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھا تب چاروں طرف کے ملکوں سے سب قوم، قدرانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سن کر حضور میں آ کر جمع ہوئے۔ لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدا جدا تھی۔ اکٹھے ہونے سے آپس میں لین دین سودا سلف سوال جواب کرتے ایک زبان اردو کی مقرر ہوئی۔"(7)

ماہرین لسانیات کے اردو زبان کی ابتدا کے بارے میں کئی متضاد دعوے ہیں۔ اس لیے حتمی فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اردو کی جائے پیدائش کہاں ہے۔ان تمام نظریات کا مطالعہ کرنے سے ایک بات مشترک نظرآتی ہے کہ اردو کی ابتدا برصغیر پاک و ہند میں مسلمان فاتحین کی آمد کے بعد ہوئی۔ نصیر الدین ہاشمی ، دکن کو اردو کی جائے پیدائش قرار دیتے ہیں۔ سید سلیمان ندوی نے اردو کا مولد سندھ کو قرار دیا۔ حافظ محمود شیرانی نے اپنے لسانی مطالعے اور مدلل دلائل سے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ پنجاب سے اردو کی ابتدا ہوئی۔ ڈاکٹر مسعود حسین اور ڈاکٹر شوکت سبزواری دہلی اور اس کے گرد و نواح کو اردو زبان کا مسکن قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر سہیل بخاری ، عین الحق فرید کوٹی، مولوی عبدالحق، پروفیسر گیان چند نے بھی اپنے اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چڑجی اپنے مقالے 'لسانیات اور لسانی مسائل' میں لکھتے ہیں:

"ترکوں نے ابتدا میں پنجاب پر حکومت کی۔ دہلی فتح ہوئی تو وہاں ترکوں کے بعد پنجاب کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا اثر اہم تھا۔ مسلمان ترکی اور فارسی کے ساتھ ساتھ دہلی کی زبان بھی بولتے تھے جو اتفاق سے بعض اہم معاملات میں پنجاب کی زبان سے مشابہ تھی۔ اس طرح دہلوی زبان جس پر پنجابی کا اثر بھی تھا، اہمیت اختیار کر گئی۔" (8)

اسی طرح انگریزوں کی برصغیر میں آمد کے بعد بہت سے انگریزی کے الفاظ بھی اردو میں شامل ہوئے۔ اردو زبان جدید ہند آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اردو حروفِ تہجی کی تعداد سینتیس ہیں۔ اس میں ہندی، عربی اور فارسی زبانوں کے حروف استعمال ہوئے میں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اسی حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہندی کے خاص حروف (آوازیں) تین ہیں: ٹ۔ڈ۔ڑ۔ حروف ڑ کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتا۔ عربی کے خاص حروف ث،ح،ذ،ص،ض،ط،ظ،ع،ق(۹ حروف)؛ فارسی کا خاص حرف ژ اور عربی و فارسی کے مشترک حروف ز،خ ہیں۔ فارسی اور ہندی کے مشترک حروف پ،چ،گ ہیں۔ باقی بیس (۲۰) حروف تینوں زبانوں میں مشترک ہیں۔"(9)

ماہرین لسانیات نے دنیا میں بولی جانے والی زبانوں کی تعداد کم و بیش ۷۳۱۳ بتائی ہے اور ان زبانوں کو مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ اردو زبان کو تعلق ہند یورپی زبانوں کے خاندان سے ہے اور ترکی زبان کا تعلق طورانی زبانوں کے خاندان سے ہے۔ ڈاکٹر درمش بلگر ترکی زبان کے خاندان کے حوالے سے رقم طراز ہیں :

"علمائے السنہ نے زبانوں کو ان کے باہمی تعلقات کی بنیاد پر خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان بڑے بڑے خاندانوں میں سامی وحامی، آریائی و یورپی اور طورانی زبانوں کے نام آتے ہیں۔ ترکی زبان کو طورانی زبانوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ایک قبیلہ السنہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمام زبانیں جو نہ تو سامی و حامی ہیں اور نہ ہی آریائی و یورپی۔ ان کے لیے مشترکہ طور پر ''طورانی'' کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح طورانی زبانوں میں زبانوں کے چھوٹے بڑے مختلف خاندان آ جاتے ہیں۔ ترکی زبان السنہ عالم کے اس خاندان سے تعلق رکھتی ہے جو کئی صدیوں تک بلقان سے چائنا تک ایک وسیع و عریض

علاقے میں بولی جاتی تھیں۔ اس خاندان السنہ میں اوئیغر، اوزبک، تاتار اور قزاق شامل ہیں۔ ترکی زبان اس خاندان کی جنوب مغربی شاخ اوغز سے پھوٹتی ہے جس کے دوسرے ارکان: بلقان کے ترکی لہجے، آزری، کاشغری اور ترکمان ہیں۔"(10)

خلافتِ عثمانیہ کے دور ۱۹۲۲ء تک ،ترکی میں جو زبان استعمال ہوتی تھی، اسے عثمانی ترکی زبان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس زبان کا رسم الخط بھی اردو زبان کی طرح فارسی اور عربی زبان جیسا تھا۔ دوسری جنگِ عظیم میں خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد ترکی میں انقلاب آیا۔ ترکی کو جدید ترکی بنانے کے لیے اس دور کے سربراہ مصطفی کمال اتاترک نے بے شمار اصلاحات کیں وہیں ترکی زبان کے عربی رسم الخط کو تبدیل کرنے کا بھی فیصلہ ہوا اور اس کی جگہ رومن رسم الخط رائج کرنے کا حتمی فیصلہ کیا گیا۔ عثمانی ترکی جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی اس کے حروف تہجی کی تعداد ۳۲ تھی، جو درج ذیل ہے:

ا۔آ(الف ممدوح)۔ ب۔پ۔ت۔ ث۔ ج۔ چ۔ ح۔ خ۔ د۔ ذ ۔ر۔ز۔ ژ۔

س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ ع۔ غ۔ ف۔ ق۔ ک۔ل۔م۔ن۔و۔ (ہ،ھ)۔ی۔

ترکی میں خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد حکومتی سطح پر عثمانی رسم الخط کو ختم کر دیا گیا۔ اسی حوالے سے اصغر حمید لکھتے ہیں:

"یکم نومبر ۱۹۲۸ء کو ترکی پارلیمنٹ نے نئے حروف تہجی کو جاری کرنے اور سال کے ختم ہونے کے بعد شائع کی جانے والی کتابوں میں عربی حروف کے استعمال پر پابندی لگانے کا قانون پاس کر دیا اور ۱۹۲۹ء سے ترکی زبان کے لیے رومن اسم الخط جاری کر دیا گیا۔"(11)

ترکی زبان کے رسم الخط کو تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سے عربی اور فارسی الفاظ کو حذف کر دیا گیا۔ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اب بھی ترکی زبان کے الفاظ میں عربی و فارسی الفاظ مستعمل کیے جاتے ہیں۔ جدید ترکی زبان اب عثمانی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے ۔ اس کے حروف تہجی کے حوالے سے ڈاکٹر درمش بلگر رقم طراز ہیں:

"اس میں ۲۹ حروفِ تہجی ہیں۔ اس میں انگریزی زبان کے ۲۶ حروف میں سے ۳ حروف (q,w,x)ترکی زبان میں موجود نہیں۔ لیکن چھ ایسے حروف شامل ہیں جو انگریزی زبان میں موجود نہیں ہیں۔ ان چھ ایسے حروف پائے جاتے ہیں جو کہ انگریزی زبان میں نہیں ہیں۔ ان چھے میں سے تین مصمتے یعنی (Consonants) ہیں (c, ğ, ş) اور تین مصوتے یعنی (Vowels)ہیں: (I, Ö, Ü)۔"(12)

دوسری زبانوں کی طرح اردو اور ترکی زبانوں میں الفاظ کا تبادلہ وقت کے ساتھ ہوتا رہا۔ ملکوں میں تجارت کے ذریعے الفاظ کا لین دین بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ہم یوں دیے سکتے ہیں کہ ترکی زبان میں تمام قسم کے گرم مصالحوں کو بھارات کہا جاتا ہے۔ ترکی اور اردو زبانوں میں ذخیرہ الفاظ، افعال کے ساتھ گرامر میں بھی یکسانیت ہے۔ اسی طرح دونوں زبانوں میں مصدر کا قاعدہ بھی یکساں ہے۔ مصدر، ایسا اسم ہوتا ہے جو خود تو کسی اسم سے نہیں بنتا لیکن اس سے مقررہ قاعدوں کے مطابق کئی الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھنا سے دیکھو، لینا سے لو وغیرہ۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بتاتے ہیں:

"اردو مصدر کے آخر میں ہمیشہ ’نا‘ ہوتا ہے (ترکی مصادر کے آخر میں MEK اور MAKلگتا ہے) اور اگر اردو مصدر سے ’نا‘ کو گرا دیں تو جو باقی رہے گا وہ مادہ مصدر کہلاتا ہے اور اس سے تمام افعال بنائے جاتے ہیں اور یہ مادہ مصدر ہی صیغہ مفرد امر حاضر ہوتا ہے۔"(13)

مثال کے طور پر:

Turkce Master	Madde Master	مادہ مصدر	اردو مصدر
SINMAK	SINA	آزما	آزمانا
INMEK	IN	اُتر	اُترنا
UCMAK	UC	اُڑ	اُڑنا

ذیل میں اردو اور ترکی زبان میں مشترک اور ہم آواز الفاظ اردو حروفِ تہجی کے حساب سے ترتیب دیے گئے ہیں۔ ان الفاظ کے لیے ڈاکٹر درمش بلگر کی لغت ''اردو۔ ترکی لغت'' اور اصغر حسین کی لغت ''ترکی اور اردو زبان کے مشترک الفاظ'' سے مدد لی گئی ہے :

ترکی میں معنی	ترکی الفاظ	اردو میں معنی	اردو الفاظ
رسم و رواج، طور، طریقہ، قواعد، سلام	Adab	تہذیب، سلیقہ، حسن اخلاق	**آداب**
رشتے دار، اعزا	Akraba	رشتے دار، اعزا	**اقربا**
دروازہ، کتاب کا حصہ، موضوع	Bab	دروازہ، کتاب کا حصہ، مقدمہ، معاملہ	**باب**
خالص، صاف، بغیر داغ دھبے والا، مقدس	Pak	صاف، غیر آلودہ، بے گناہ، حلال، نیک، شریف، بے باک	**پاک**
وہ سر جس پر تاج ہو، حکومت کا سربراہ، بادشاہ	Tacdar	بادشاہ، صاحب تاج، تاج والا	**تاج دار**
تیسرا	Salis	تیسرا، منصف	**ثالث**
جمع کرنے والا، ایک ساتھ ہونے والا، شامل	Cami	مکمل، جمع کرنے والا، ایک ساتھ ہونے والا، شامل	**جامع**
تیز، تیزی سے، جلدی، فوراً، پھرتیلا، چست	Çabuk	چالاک، پھرتیلا، ہنٹر، کوڑا	**چابک**
قرآن کو ازبر کرنے والا، دیکھ بھال کرنے والا	Hafiz	قرآن کو حفظ کرنے والا، پاسبان، حفاظت کرنے والا، نابینا	**حافظ**
خیال، یادداشت، دماغ، احساسات	Hatir	خیال، ارادہ، آؤ بھگت، مزاج، طرف داری	**خاطر**
دھبا یا داغ لگا ہوا، مصیبت زدہ، بدنام، رسوا	Dağdar	بدنام، رسوا، دھبا، داغ لگا ہوا	**داغ دار**
کپڑے سینےو الا، درزی	Terzi	کپڑے سینے والا، درزی	**درزی**
چکھنے کی قوت، مزہ، لذت، لطف، چسکا	Zaik	چکھنے کی قوت، مزہ، لذت، لطف، چسکا	**ذائقہ**
تعلق، قاعدہ کا انتظام، جوڑ بند	Rabita	لگاؤ، علاقہ، تعلق، میل جول، قربت	**رابطہ**

فالتو، زائد، بڑھا ہوا، فضول، غیر ضروری، صفر سے اوپر	Zaid	فالتو، تعداد میں زیادہ، بڑھا ہوا	**زائد**
محفوظ، صحیح و سالم، نقائص سے پاک، تندرست، بھلا چنگا	Salim	پورا، سارا، ثابت، محفوظ	**سالم**
شعر لکھنے یا کہنے والا، شعر گانے والا، گویا، مطرب	Şair	شاعر، شعر کہنے، لکھنے، بنانے والا	**شاعر**
تانبے کی بڑی پلیٹ، کھانے کی پلیٹ، تانبے کی دھات	Sahan	بڑا طاق، گھر کا آنگن، ہموار زمین	**صحن**
پولیس	Zabita	قاعدہ، قانون، دستور العمل، انتظام	**ضابطہ**
ڈاکٹر، علاج کرنے والا	Tabib	علاج کرنے والا، ڈاکٹر، حکیم	**طبیب**
ظاہری طور سے، باہری	Zahiren	بظاہر، دیکھنے والا	**ظاہراً**
انصاف، حقانیت، قانون کے مطابق، حق دینے والا	Adalet	کچہری، دربار، اجلاس، انصاف، عدل	**عدالت**
فتح مند، کامیاب، بالادست، قیاس	Galib	زور آور، جیتنے والا، اکثر و بیشتر	**غالب**
فتح کرنے والا، لقب، جیتنے والا	Fātih	فتح کرنے والا، جیتنے والا	**فاتح**
جمع Kabile، قبیلے	Kabail	زور آور، جیتنے والا، اکثر و بیشتر،قبیلے	**قبائل**
خدا کے وجود سے انکار کرنے والا، غیر مسلم	Kafir	انکار کرنے والا، اللہ کا انکار کرنے والا	**کافر**
گلاب کے پھولوں کی پتیوں کا عرق	Gulab	گلاب کا پھول، گلاب کے پھولوں کا عرق	**گلاب**
پوشاک	Libas	کپڑے، روپ، شکل	**لباس**
استاد، سکھانے والا، پروفیسر	Muallim	سکھانے والا، استاد	**معلم**
علامت، اشارہ، منگنی، مارک	Nisan	علامت، جھنڈا، تمغہ، ہدف، سراغ، کھوج	**نشان**
لازم، ضروری، مسلمانوں کے لیے ضروری ہونا	Vacib	لازم، ضروری، پابند	**واجب**
ہوا، موسم، پسند، ماحول	Hava	خلا و زمین کے درمیان فضا، باد، ہوس، سانس، دم، انداز	**ہوا**
تحفہ، یادگار کے طور پر دی ہوئی چیز، کمینا، بدمعاش، بدنام، لچا	Yadigar	کسی کی یاد میں بنائی جانے والی عمارت	**یادگار**

حوالے:

(۱) مولوی محمد حسین آزاد*سخندانِ فارس*، لاہور: شیخ مبارک علی تاجر کتب، ۱۹۵۵ء، ص ۱۵
(۲) غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر ،زینب ازون۔*ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ص ۱۵۔۱۶
(۳) کلب علی خاں فائق۔مرتبہ؛*کلیات میر* (دیوان دوم) ، مجلس ترقی ادب، لاہور: ۱۹۹۱ء، ص ۲۶
(۴) قاضی خلیل الرحمن بینابجنوری۔*شرح دیوانِ غالب*، عبداللہ اکیڈمی، لاہور: س۔ن، ص ۱۱۵
(۵) خواجہ محمد زکریا۔ مرتبہ؛*کلیاتِ داغ*، الحمد پبلی کیشنز، لاہور: ۲۰۱۱ء، ص ۳۷۴
(۶) ڈاکٹر ایوب صابر،پروفیسر ،*اردو زبان کا آغاز*، دارالنوادر ، لاہور: ۲۰۱۷ء،ص ۲۸
(۷) *باغ و بہار*، مرتبہ ممتاز حسین، اردو ٹرسٹ کراچی، ۱۹۸۵ء، ص ۵
(۸) پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر۔*اردو زبان کا آغاز*، دارالنوادر، لاہور: ۲۰۱۷ء، ۸۹
(۹) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، زینب ازون، *ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ص ۱۹
(۱۰) درمش بلگر، ڈاکٹر ۔*ترکی زبان*، کرسی رومی برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیہ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص تمہید
(۱۱) اصغر حمید، *ترکی اور اردو زبان کے مشترک الفاظ*، نئی دہلی: شاہد پبلیکیشنز، ۲۰۰۶ء، صix
(۱۲) درمش بلگر، ڈاکٹر ۔*ترکی زبان*، کرسی رومی برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیہ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص ۵
(۱۳) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، زینب ازون، *ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ص ۵۵

اردو اور ترکی زبان میں لسانی اشتراک

عمران علی

Abstract:

This article after thorough research about the natural relationship between Turkish and Urdu language with quite a keen interest and out of the love for both the dialects spoken in Turkey and the Indo-Pak Sub-continent. He not only referenced the historic facts and figures pertaining to the said languages but also proved his scholastic approach in this regard. The presented a beautiful and very interesting interplay of the common words profusely used in both of the languages. The important opinions of the reputed scholars and expert Linguistics which he quoted in the article in hand are very important and quite appreciable.

زبان انسانی ذہن میں ابھرنے والے خیالات کے اظہار کا عملی ذریعہ ہے۔ اس عمل کو لکھ کر اور بول کر ادا کیا جاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک کارآمد نہیں ہوسکتا جب تک لکھنے یا بولنے کی علامات اور الفاظ کسی مقصد کو وضع نہ کریں ۔ یعنی زبان وہ بامعنی آواز یا علامت ہے جن کی وجہ سے انسان تقریر یا تحریر کی صورت میں خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ ماہرین لسانیات کی زبان کی مختلف تعریفیں کیں ہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد 'زبان' کی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "وہ اظہار کا وسیلہ ہے کہ متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جنہیں تقریر یا سلسلہ الفاظ یا بیان کہ متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جنہیں تقریر یا سلسلہ الفاظ یا بیان یا عبارت کہتے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک شاعرانہ لطیفے میں ادا کرتا ہوں کہ زبان (خواہ بیان) ہوائی سواریاں ہیں جن میں ہمارے خیالات سوار ہو کر دل سے نکلتے ہیں اور کانوں کے رستے اوروں کے دماغ میں پہنچتے ہیں۔ اس سے رنگین تر مضمون یہ ہے کہ جس طرح تصویر اور تحریر قلم کی دستکاری ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے، اسی طرح تقریر ہمارے خیالات کی زبانی تصویر ہے جو آواز کے قلم نے ہوا پر کھینچی ہے۔ وہ صورت ماجرا، کام، مقام اور ساری حالت کانوں سے دکھاتی ہے۔"(1)

ہر زبان اپنے اندر کئی زبانوں کے الفاظ سموئے رکھتی ہے۔ زبانیں ایک دوسرے سے الفاظ ادھار لیتی اور دیتی رہتی ہیں اور یہ عمل زندہ زبانوں میں جاری و ساری رہتا ہے۔ اسی طرح اردو اور ترکی زبان میں بھی ایسے الفاظ ہیں جو ایک ہی آواز دیتے ہیں اور ان کے معنی بھی ایک جیسے ہیں۔ ترکی اور اردو زبانوں کے درمیان لسانی اشتراک کی اہم وجہ ترک اور مغول حکمرانوں کا برصغیر میں حکومت کرنا ہے۔ اسی وجہ سے اردو میں ترکی الفاظ شامل ہوئے۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ان حکمرانوں کی عرصہ دراز تک حکمرانی کے باوجود ترکی الفاظ کی تعداد عربی اور فارسی الفاظ سے کم ہے۔ زبانوں کے کچھ اصول اور قواعد ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے انھیں درست طریقے سے سیکھا اور استعمال میں لایا جاتا ہے۔ زبان کی خوبصورتی اور اس کی درست ادائیگی کے لیے ماہرین لسانیات نے کچھ قوانین وضع کیے ہیں۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں:

"ہر زبان چار عناصر کا مجموعہ ہوتی ہے۔

۱۔ مفرد و مرکب کلمے، اسما، صفات ، ضمائر
۲۔ افعال و مصادر اور حروفِ ربط (کلمات ربط و اضافت و جار و طبعی وغیرہ)
۳۔ افعال و حروف کی تصریف (علم صرف) اور جملے و کلام کی ترکیب (علم نحو)
۴۔ رسم الخط یا تحریر: حروفِ تہجی اور لفظوں کی بناوٹ۔"(2)

اردو کا لفظ ترکی زبان کے لفظ ordu سے ماخوذ ہے، جس کے ترکی میں معنی لشکر کے ہیں۔ اردو زبان کو مختلف ادوار میں متفرق ناموں سے پکارا جاتا رہا ہے۔ ان میں ہندی،ہندوی، ریختہ، کھڑی بولی، اردوئے معلی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ مسلمان جب برصغیر میں وارد ہوئے تو انھوں نے یہاں کی ہر بولی کو ہندوی یا ہندی کہا اور یہ لفظ کافی دیر تک مستعمل رہا۔ اردو زبان کو ریختہ کے نام سے بھی جانا گیا۔ اس وقت کے شعرا کرام نے اس لفظ کو اپنی شاعری میں بھی استعمال کیا۔ میر تقی میر کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

خوگر نہیں ہم یوں ہی کچھ
ریختہ کہنے سے
معشوق جو اپنا تھا، باشندہ دکن
کا تھا (3)

مرزا غالب کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر
تھا (4)

وقت گزرنے کے اردو باقاعدہ طور پر استعمال ہونے لگا ۔ اسی حوالے سے داغ دہلوی کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں
داغ
ہندوستان میں دھوم ہماری زباں کی
ہے (5)

ڈاکٹر ایوب صابر اپنی کتاب ’اردو زبان کا آغاز‘ میں لفظ اردو کے استعمال کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"ڈاکٹر گراہم بیلی نے لکھا ہے کہ مصحفی ۱۷۷۶ء میں مسلم شاعرھ تھا۔ تاہم ہمیں معلوم نہیں کہ یہ شعر کب کہا گیا

خدا رکھے زباں ہم نے سنی ہے میر و
مرزا کی
کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی اردو
ہماری ہے

اس کے بعد اردو زبان کے لیے لفظ اردو عام ہو گیا۔" (۶)

اردو زبان کے وجود کے حوالے سے کئی نظریات ہیں۔ ان میں ایک غیر مقبول نظریہ میر امن کا بھی ہے، جس میں انھوں نے اردو کو مخلوط (لشکری) زبان کہا ہے۔ وہ ’باغ و بہار‘ کے مقدمے میں رقم طراز ہیں:

"حقیقت اردو کی زبان بزرگوں کے منہ سے یوں سنی ہے کہ دلی شہر ہندوؤں کے نزدیک چوجگی ہے۔ انھیں کے راجہ پرجا قدیم سے وہاں رہتے تھے اور اپنی بھاکھا بولتے تھے۔ ہزار برس سے مسلمانوں کا عمل ہوا۔ سلطان محمود غزنوی آیا۔ پھر غوری اور لودھی بادشاہ ہوئے۔ اس آمدروفت کے باعث کچھ زبانوں نے ہندو مسلمان کی آمیزش پائی۔ آخر امیر تیمور نے ہندوستان کو لیا۔ ان کے آنے اور رہنے سے لشکر کا بازار شہر میں داخل ہوا۔ اس واسطے شہر کا بازار اردو کہلایا۔ جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھا تب چاروں طرف کے ملکوں سے سب قوم، قدرانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سن کر حضور میں آ کر جمع ہوئے۔ لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدا جدا تھی۔ اکٹھے ہونے سے آپس میں لین دین سودا سلف سوال جواب کرتے ایک زبان اردو کی مقرر ہوئی۔"(7)

ماہرین لسانیات کے اردو زبان کی ابتدا کے بارے میں کئی متضاد دعوے ہیں۔ اس لیے حتمی فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اردو کی جائے پیدائش کہاں ہے۔ان تمام نظریات کا مطالعہ کرنے سے ایک بات مشترک نظر آتی ہے کہ اردو کی ابتدا برصغیر پاک و ہند میں مسلمان فاتحین کی آمد کے بعد ہوئی۔ نصیر الدین ہاشمی ، دکن کو اردو کی جائے پیدائش قرار دیتے ہیں۔ سید سلیمان ندوی نے اردو کا مولد سندھ کو قرار دیا۔ حافظ محمود شیرانی نے اپنے لسانی مطالعے اور مدلل دلائل سے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ پنجاب سے اردو کی ابتدا ہوئی۔ ڈاکٹر مسعود حسین اور ڈاکٹر شوکت سبزواری دہلی اور اس کے گرد و نواح کو اردو زبان کا مسکن قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر سہیل بخاری ، عین الحق فرید کوٹی، مولوی عبدالحق، پروفیسر گیان چند نے بھی اپنے اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چڑجی اپنے مقالے 'لسانیات اور لسانی مسائل' میں لکھتے ہیں:

"ترکوں نے ابتدا میں پنجاب پر حکومت کی۔ دہلی فتح ہوئی تو وہاں ترکوں کے بعد پنجاب کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا اثر اہم تھا۔ مسلمان ترکی اور فارسی کے ساتھ ساتھ دہلی کی زبان بھی بولتے تھے جو اتفاق سے بعض اہم معاملات میں پنجاب کی زبان سے مشابہ تھی۔ اس طرح دہلوی زبان جس پر پنجابی کا اثر بھی تھا، اہمیت اختیار کر گئی۔" (8)

اسی طرح انگریزوں کی برصغیر میں آمد کے بعد بہت سے انگریزی کے الفاظ بھی اردو میں شامل ہوئے۔ اردو زبان جدید ہند آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اردو حروفِ تہجی کی تعداد سینتیس ہیں۔ اس میں ہندی، عربی اور فارسی زبانوں کے حروف استعمال ہوئے میں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اسی حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہندی کے خاص حروف (آوازیں) تین ہیں: ٹ۔ڈ۔ڑ۔ حروف ڑ کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتا۔ عربی کے خاص حروف ث،ح،ذ،ص،ض،ط،ظ،ع،ق(۹ حروف)؛ فارسی کا خاص حرف ژ اور عربی و فارسی کے مشترک حروف ز،خ ہیں۔ فارسی اور ہندی کے مشترک حروف پ،چ،گ ہیں۔ باقی بیس (۲۰) حروف تینوں زبانوں میں مشترک ہیں۔"(9)

ماہرین لسانیات نے دنیا میں بولی جانے والی زبانوں کی تعداد کم و بیش ۷۳۱۳ بتائی ہے اور ان زبانوں کو مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ اردو زبان کو تعلق ہند یورپی زبانوں کے خاندان سے ہے اور ترکی زبان کا تعلق طورانی زبانوں کے خاندان سے ہے۔ ڈاکٹر درمش بلگر ترکی زبان کے خاندان کے حوالے سے رقم طراز ہیں :

"علمائے السنہ نے زبانوں کو ان کے باہمی تعلقات کی بنیاد پر خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان بڑے بڑے خاندانوں میں سامی وحامی، آریائی و یورپی اور طورانی زبانوں کے نام آتے ہیں۔ ترکی زبان کو طورانی زبانوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ایک قبیلہ السنہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمام زبانیں جو نہ تو سامی و حامی ہیں اور نہ ہی آریائی و یورپی۔ ان کے لیے مشترکہ طور پر ''طورانی'' کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح طورانی زبانوں میں زبانوں کے چھوٹے بڑے مختلف خاندان آ جاتے ہیں۔ ترکی زبان السنہ عالم کے اس خاندان سے تعلق رکھتی ہے جو کئی صدیوں تک بلقان سے چائنا تک ایک وسیع و عریض

علاقے میں بولی جاتی تھیں۔ اس خاندان السنہ میں اوئیغر، اوزبک، تاتار اور قزاق شامل ہیں۔ ترکی زبان اس خاندان کی جنوب مغربی شاخ اوغز سے پھوٹی ہے جس کے دوسرے ارکان: بلقان کے ترکی لہجے، آزری، کاشغری اور ترکمان ہیں۔"(10)

خلافتِ عثمانیہ کے دور ۱۹۲۲ء تک ،ترکی میں جو زبان استعمال ہوتی تھی، اسے عثمانی ترکی زبان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس زبان کا رسم الخط بھی اردو زبان کی طرح فارسی اور عربی زبان جیسا تھا۔ دوسری جنگِ عظیم میں خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد ترکی میں انقلاب آیا۔ ترکی کو جدید ترکی بنانے کے لیے اس دور کے سربراہ مصطفی کمال اتاترک نے بے شمار اصلاحات کیں وہیں ترکی زبان کے عربی رسم الخط کو تبدیل کرنے کا بھی فیصلہ ہوا اور اس کی جگہ رومن رسم الخط رائج کرنے کا حتمی فیصلہ کیا گیا۔ عثمانی ترکی جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی اس کے حروف تہجی کی تعداد ۳۲ تھی، جو درج ذیل ہے:

ا۔آ(الف ممدوح)۔ ب۔پ۔ت۔ ث۔ ج۔ چ۔ ح۔ خ۔ د۔ ذ ۔ر۔ز۔ ژ۔

س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ ع۔ غ۔ ف۔ ق۔ ک۔ل۔م۔ن۔و۔ (ہ،ھ)۔ی۔

ترکی میں خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد حکومتی سطح پر عثمانی رسم الخط کو ختم کر دیا گیا۔ اسی حوالے سے اصغر حمید لکھتے ہیں:

"یکم نومبر ۱۹۲۸ء کو ترکی پارلیمنٹ نے نئے حروف تہجی کو جاری کرنے اور سال کے ختم ہونے کے بعد شائع کی جانے والی کتابوں میں عربی حروف کے استعمال پر پابندی لگانے کا قانون پاس کر دیا اور ۱۹۲۹ء سے ترکی زبان کے لیے رومن اسم الخط جاری کر دیا گیا۔"(11)

ترکی زبان کے رسم الخط کو تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سے عربی اور فارسی الفاظ کو حذف کر دیا گیا۔ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اب بھی ترکی زبان کے الفاظ میں عربی و فارسی الفاظ مستعمل کیے جاتے ہیں۔ جدید ترکی زبان اب عثمانی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے ۔ اس کے حروف تہجی کے حوالے سے ڈاکٹر درمش بلگر رقم طراز ہیں:

"اس میں ۲۹ حروفِ تہجی ہیں۔ اس میں انگریزی زبان کے ۲۶ حروف میں سے ۳ حروف (q,w,x)ترکی زبان میں موجود نہیں۔ لیکن چھ ایسے حروف شامل ہیں جو انگریزی زبان میں موجود نہیں ہیں۔ ان چھ ایسے حروف پائے جاتے ہیں جو کہ انگریزی زبان میں نہیں ہیں۔ ان چھے میں سے تین مصمتے یعنی (Consonants) ہیں (c, ğ, ş) اور تین مصوتے یعنی (Vowels)ہیں: (I, Ö, Ü)۔"(12)

دوسری زبانوں کی طرح اردو اور ترکی زبانوں میں الفاظ کا تبادلہ وقت کے ساتھ ہوتا رہا۔ ملکوں میں تجارت کے ذریعے الفاظ کا لین دین بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ہم یوں دیے سکتے ہیں کہ ترکی زبان میں تمام قسم کے گرم مصالحوں کو بھارات کہا جاتا ہے۔ ترکی اور اردو زبانوں میں ذخیرہ الفاظ، افعال کے ساتھ گرامر میں بھی یکسانیت ہے۔ اسی طرح دونوں زبانوں میں مصدر کا قاعدہ بھی یکساں ہے۔ مصدر، ایسا اسم ہوتا ہے جو خود تو کسی اسم سے نہیں بنتا لیکن اس سے مقررہ قاعدوں کے مطابق کئی الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھنا سے دیکھو، لینا سے لو وغیرہ۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بتاتے ہیں:

"اردو مصدر کے آخر میں ہمیشہ ’نا‘ ہوتا ہے (ترکی مصادر کے آخر میں MEK اور MAKلگتا ہے) اور اگر اردو مصدر سے ’نا‘ کو گرا دیں تو جو باقی رہے گا وہ مادہ مصدر کہلاتا ہے اور اس سے تمام افعال بنائے جاتے ہیں اور یہ مادہ مصدر ہی صیغہ مفرد امر حاضر ہوتا ہے۔"(13)

مثال کے طور پر:

Turkce Master	Madde Master	مادہ مصدر	اردو مصدر
SINMAK	SINA	آزما	آزمانا
INMEK	IN	اُتر	اُترنا
UCMAK	UC	اُڑ	اُڑنا

ذیل میں اردو اور ترکی زبان میں مشترک اور ہم آواز الفاظ اردو حروفِ تہجی کے حساب سے ترتیب دیے گئے ہیں۔ ان الفاظ کے لیے ڈاکٹر درمش بلگر کی لغت ''اردو۔ ترکی لغت'' اور اصغر حسین کی لغت ''ترکی اور اردو زبان کے مشترک الفاظ'' سے مدد لی گئی ہے :

ترکی میں معنی	ترکی الفاظ	اردو میں معنی	اردو الفاظ
رسم و رواج، طور، طریقہ، قواعد، سلام	Adab	تہذیب، سلیقہ، حسن اخلاق	**آداب**
رشتے دار، اعزا	Akraba	رشتے دار، اعزا	**اقربا**
دروازہ، کتاب کا حصہ، موضوع	Bab	دروازہ، کتاب کا حصہ، مقدمہ، معاملہ	**باب**
خالص، صاف، بغیر داغ دھبے والا، مقدس	Pak	صاف، غیر آلودہ، بے گناہ، حلال، نیک، شریف، بے باک	**پاک**
وہ سر جس پر تاج ہو، حکومت کا سربراہ، بادشاہ	Tacdar	بادشاہ، صاحب تاج، تاج والا	**تاج دار**
تیسرا	Salis	تیسرا، منصف	**ثالث**
جمع کرنے والا، ایک ساتھ ہونے والا، شامل	Cami	مکمل، جمع کرنے والا، ایک ساتھ ہونے والا، شامل	**جامع**
تیز، تیزی سے، جلدی، فوراً، پھرتیلا، چست	Çabuk	چالاک، پھرتیلا، ہنٹر، کوڑا	**چابک**
قرآن کو ازبر کرنے والا، دیکھ بھال کرنے والا	Hafiz	قرآن کو حفظ کرنے والا، پاسبان، حفاظت کرنے والا، نابینا	**حافظ**
خیال، یادداشت، دماغ، احساسات	Hatir	خیال، ارادہ، آؤ بھگت، مزاج، طرف داری	**خاطر**
دھبا یا داغ لگا ہوا، مصیبت زدہ، بدنام، رسوا	Dağdar	بدنام، رسوا، دھبا، داغ لگا ہوا	**داغ دار**
کپڑے سینےو الا، درزی	Terzi	کپڑے سینے والا، درزی	**درزی**
چکھنے کی قوت، مزہ، لذت، لطف، چسکا	Zaik	چکھنے کی قوت، مزہ، لذت، لطف، چسکا	**ذائقہ**
تعلق، قاعدہ کا انتظام، جوڑ بند	Rabita	لگاؤ، علاقہ، تعلق، میل جول، قربت	**رابطہ**

زائد	فالتو، تعداد میں زیادہ، بڑھا ہوا	Zaid	فالتو، زائد، بڑھا ہوا، فضول، غیر ضروری، صفر سے اوپر
سالم	پورا، سارا، ثابت، محفوظ	Salim	محفوظ، صحیح و سالم، نقائص سے پاک، تندرست، بھلا چنگا
شاعر	شاعر، شعر کہنے، لکھنے، بنانے والا	Şair	شعر لکھنے یا کہنے والا، شعر گانے والا، گویا، مطرب
صحن	بڑا طاق، گھر کا آنگن، ہموار زمین	Sahan	تانبے کی بڑی پلیٹ، کھانے کی پلیٹ، تانبے کی دھات
ضابطہ	قاعدہ، قانون، دستور العمل، انتظام	Zabita	پولیس
طبیب	علاج کرنے والا، ڈاکٹر، حکیم	Tabib	ڈاکٹر، علاج کرنے والا
ظاہراً	بظاہر، دیکھنے والا	Zahiren	ظاہری طور سے، باہری
عدالت	کچہری، دربار، اجلاس، انصاف، عدل	Adalet	انصاف، حقانیت، قانون کے مطابق، حق دینے والا
غالب	زور آور، جیتنے والا، اکثر و بیشتر	Galib	فتح مند، کامیاب، بالادست، قیاس
فاتح	فتح کرنے والا، جیتنے والا	Fātih	فتح کرنے والا، لقب، جیتنے والا
قبائل	زور آور، جیتنے والا، اکثر و بیشتر،قبیلے	Kabail	جمع Kabile، قبیلے
کافر	انکار کرنے والا، اللہ کا انکار کرنے والا	Kafir	خدا کے وجود سے انکار کرنے والا، غیر مسلم
گلاب	گلاب کا پھول، گلاب کے پھولوں کا عرق	Gulab	گلاب کے پھولوں کی پتیوں کا عرق
لباس	کپڑے، روپ، شکل	Libas	پوشاک
معلم	سکھانے والا، استاد	Muallim	استاد، سکھانے والا، پروفیسر
نشان	علامت، جھنڈا، تمغہ، ہدف، سراغ، کھوج	Nisan	علامت، اشارہ، منگنی، مارک
واجب	لازم، ضروری، پابند	Vacib	لازم، ضروری، مسلمانوں کے لیے ضروری ہونا
ہوا	خلا و زمین کے درمیان فضا، باد، ہوس، سانس، دم، انداز	Hava	ہوا، موسم، پسند، ماحول
یادگار	کسی کی یاد میں بنائی جانے والی عمارت	Yadigar	تحفہ، یادگار کے طور پر دی ہوئی چیز، کمینا، بدمعاش، بدنام، لچا

حوالے:

(۱) مولوی محمد حسین آزاد*سخندانِ فارس*، لاہور: شیخ مبارک علی تاجر کتب، ۱۹۵۵ء، ص ۱۵

(۲) غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر ،زینب ازون۔*ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ص ۱۵۔۱۶

(۳) کلب علی خاں فائق۔مرتبہ؛*کلیات میر* (دیوان دوم) ، مجلس ترقی ادب، لاہور: ۱۹۹۱ء، ص ۲۶

(۴) قاضی خلیل الرحمن بیناںجنوری۔*شرح دیوانِ غالب*، عبداللہ اکیڈمی، لاہور: س۔ن، ص ۱۱۵

(۵) خواجہ محمد زکریا۔ مرتبہ؛*کلیاتِ داغ*، الحمد پبلی کیشنز، لاہور: ۲۰۱۱ء، ص ۳۷۴

(۶) ڈاکٹر ایوب صابر،پروفیسر ،*اردو زبان کا آغاز*، دارالنوادر ، لاہور: ۲۰۱۷ء،ص ۲۸

(۷) *باغ و بہار*، مرتبہ ممتاز حسین، اردو ٹرسٹ کراچی، ۱۹۸۵ء، ص ۵

(۸) پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر۔*اردو زبان کا آغاز*، دارالنوادر، لاہور: ۲۰۱۷ء، ۸۹

(۹) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، زینب ازون، *ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ص ۱۹

(۱۰) درمش بلگر، ڈاکٹر ۔*ترکی زبان*، کرسی رومی برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیہ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص تمہید

(۱۱) اصغر حمید، *ترکی اور اردو زبان کے مشترک الفاظ*، نئی دہلی: شاہد پبلیکیشنز، ۲۰۰۶ء، صix

(۱۲) درمش بلگر، ڈاکٹر ۔*ترکی زبان*، کرسی رومی برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیہ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور: ص ۵

(۱۳) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، زینب ازون، *ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ص ۵۵